۴۸۶

سلسلۂ انتخابِ دواوینِ اساتذۂ اردو زبان

انتخابِ دیوان

فراسو

جسکو

سید فضل الحسن حسرت موہانی اڈیٹر اردوے معلی نے مرتب کرکے

اردو پریس علیگڈھ میں چھپایا

اور شائع کیا

۷۸۶

منتخب دیوان
فرآسو

پیتا ہی کیا ہی تجکو لے یار مسکرانا
ٹک واسطے خدا کے یکبار مسکرانا

گرجاے گی سبھوں کی نظروں سے اسکے آگے
اے برق دیکیو مت زنہار مسکرانا

غنچوں کو اے ستمگر تیری دہن کے آگے
ہنسنا تو یکطرف ہے دشوار مسکرانا

شاعر ہے پوچ گیے اپنی یہ آپ قائل
یارو نہ اسکی سنکر اشعار مسکرانا

ہمارا یار سے جب تلک باہم نہوئیگا
جو دل میں درد ہی ہرگز دوا سے کم نہوئیگا

ہاتہوں نے نہ اک تار گریبان میں چھوڑا
پاؤں نے نہ اک خار بیابان میں چھوڑا

جبی رہتا نہیں بن چاک ہمارا سینا
ناصحا زخم کو سینے کے دوبارا سینا

دم خفا مجسے ہوا اور میں خفا دم سے ہوا
رفتہ رفتہ یہ مرا حال تری غم سے ہوا

سر بدن سی ہو جدا اور ہاتہ شانے سے جدا
پر نہ سر امیرا ہو تیرے آستانے سے جدا

کیا بہانے تہی تجے اے چشم آنسو بزم میں
ہو گیا وہ یار مجسے اس بہانے سی جدا

ہنس دل آوارہ اپنا اے فرآسو گم ہوا
مرغ وحشی جیسے ہووے آشیانے سی جدا

مجہکو کہتے ہیں بڑا وہ سبب تجے یاری کا
سوچنا طور ذرا آپ کی عیاری کا

ہیں داغ و آبلے سے یوں دلمیں جام و مینا
جیسے دہرے ہوں ساقی محفل میں جام مینا

گلشن میں دیکہہ بلبل کیا عکس سرو و گل سے
ہی نہر کے کنارے ساحل میں جام مینا

بیعت کروں نہ کیونکر پیر مغاں کی زاہد
ہو دستگیر مستاں مشکل میں جام مینا

پرخون یہ چشم و دل ہیں اپنی ہمیں غنیمت
گو اب نہو ہماری محفل میں جام مینا

گردوں کے اب فرآسو سنگ ستم سے لاکہوں
ٹکڑے ہو گئے ہیں یاں گل میں جام مینا

دیکہا جب سے پیرہن اس نو بہار کا
دامن نہیں ہی ہات میں صبر و قرار کا

عشق مجھکو اب تو اس حالت پہ پہونچانے لگا
دیکھکر ہر کوئی اشک آنکھوں میں بھر لانے لگا

آئے ہو دامن کشاں شاید چمن میں پھر بہار
ہاتھ پھولونکا بھی کچھ اب جیب تک جانے لگا

حال اس نوبت کو پہونچا یا مرا اس عشق نے
دیکھکر ہر کوئی اشک آنکھوں میں بھر لانے لگا

پھر گئی شاید فراسو کچھ زمانے کی ہوا
یاں سے خط جلنے لگا اور وہاں سے پھر آنے لگا

ہو آپ کی دوری میں دل پر مرے غم گذرا
فرہاد پہ کم گذرا مجنوں پہ بھی کم گذرا

تھا رات فراسو کا مہماں وہ شیریں لب
کیا کہیے مزا اُس سے جو کچھ کہ کہ گذرا

ردیف ب

ست میری لاش کو چمن یاسیں مری اب
ای رشک گل تو اپنی گلی کی زمیں میں داب

ابرو کماں کے تیر ستم میں نے سیکڑوں
رکھے ہیں تو دہ دل اندوہگیں میں داب

رو لو فراسو کھول کے دل بزم یار میں
تا چند غم کو رکھو گے جان حزیں میں داب

ردیف ت

وحدت ہی اسکی دوائی سودوائی ہے سخت
جی کھوئیگا مرا درد جدائی ہے سخت

ردیف ث

اے دست جنوں تیرا گریباں ہی میراث
اے خار بیاباں ترا داماں ہے میراث

جو درد والم کی جگر چاک ہے جاگیر
تو سوزش غم کی دل بریاں ہے میراث

دیکھا نہ کبھو ہمکو فراسو ترے خنداں
اسکی مگر اب زلف پریشاں ہی میراث

ردیف ج

ہمکو کبھو تو ہلا نامہ و پیغام بھیج
دن کو ہی یا رات کو صبح کو یا شام بھیج

نہ تخت روم کی خواہش نہ ملک شام لیتے ہیں
تمہارے نام کو ہم صبح سے تا شام لیتے ہیں

ردیف ح

گاتے ہیں قول سرخ مرغ چمن علی الصباح
ملتے ہیں آکے وجد میں سرو سمن علی الصباح

بند قبا نہ پھول کے شرم سے کھولا باغ میں
دیکھے صبا کھلا اگر ترا بدن علی الصباح

ہوئے فراسو عقل و ہوش محو ہوئی بیک نگاہ
آج سنے جو رشک سے تیرا سخن علی الصباح

ردیف خ

واں ہے تمہاری بزم میں مے سُرخ جام سُرخ
یاں ہیں ز رشکِ خون سے آنکھیں مدام سُرخ

ردیف "د"

رکھ اسکے تصور میں سدا دیدۂ تر بند
لازم ہے کہ کاشانۂ خلوت کا ہو در بند

ردیف "ر"

پیچ بیٹھا تھا غرض اُس سے کنارا کھینچکر
لوگ آخر لے گئے مجھکو دوبارا کھینچکر

روٹھ کر پھاڑو گریبان تم ہمارا کھینچکر
ہم منا لینگے تمہیں دامن تمہارا کھینچکر

اپنی تو بخت سکندر پر فرآسوست اگر
دیکھ ذلت مرگیا آخر کو دارا کھینچکر

بلبلیں بولیں ہیں ہردم نالۂ جانکاہ کر
گوش گل کیوں کر دیا تو نے مری اللہ کر

ہو کیوں نہ مہر و مہ کا دماغ آسمان پر
دن رات جبہ سا ہی تری آستان پر

قامت ہے مثل سرو دہن غنچہ رخ چمن
کیا ہی بہار حسن ہے اس نوجوان پر

قدرت نہیں جو آؤں تمہارے پلنگ پر
جب تک نہ تم بلاؤ کہ آ رہے پلنگ پر

جسکے لیئے بچھائے ہیں پھولوں کی سیج روز
وہ گل کبھی نہ آیا ہمارے پلنگ پر

مہتابی پر محل کے شب ماہتاب میں (ق)
تم میرے ساتھ سوئے جو پیارے پلنگ پر

حیرت رہی نہ دیدۂ مہتاب کو فقط
تکتے رہے تمام ستارے پلنگ پر

پڑتی نہیں ہے کل کسی کروٹ ذرا مجھے
پھرتا ہوں لوٹتا ہوا سارے پلنگ پر

منصف ہو تم ہی جس سے جدا اتنا ماہ ہو
وہ کالی رات کیونکر گذارے پلنگ پر

فرقت میں شب فرآسو صنم گلعذار کے
لگتے ہیں ہمکو پھول شرارے پلنگ پر

اے دل مضطر تو زیر خاک نالوں کو نہ چھیڑ
چین لے اب تو عدم کے سونیوالوں کو نہ چھیڑ

کیوں وبال جان کیا چاہے ناصح زندگی
تیرہ بخت اس زلف کے آشفتہ حالوں کو نہ چھیڑ

اے فرآسو سن بقول شخص کیا ہے فائدہ
دم میں خوش دم میں خفا ہوجانیوالوں کو نہ چھیڑ

ردیف س

بیٹھے ہیں غیر یوں مرے دلبر کے آس پاس
ہو خار جیسے روش سے گل تر کے آس پاس

اے مردمان یہ دیکھو کہ یہ جو ٹکے سیج ہے   لخت جگر نہیں مرے بستر کے آس پاس

ہوا اچھا یہ کہو سینۂ افگار قفس   پر طوطی ہو گر مرہم زنگار قفس

ردیف ش

مرا ہے سوز و گداز سے دل کبھی بے تاب کبھی ہے آتش   کہ جیسے رہتی ہے شمع محفل کبھی ہے آب کبھی آتش

لب پہ تمہارے صبح سے تا شام ہے یہ خوش   سمجھے یہ ہم کہ آپکا تکیہ کلام ہے یہ خوش

لیتے سلام بھی نہیں میرا کبھی غرور سے   آپکے اس غرور کو میرا سلام ہے یہ خوش

خوب غزل ہے گرم سی شعر ہیں پر شرر سبھی   بارے فراست تیرا بھی کیا ہی کلام ہے یہ خوش

ردیف ض

کیجے ٹکڑے یہ ترے مہر کا قربان عارض   کہ یہ جتاتا ہے یہ جھکے ہے دو خندان عارض

ردیف غین

در پہ بیٹھا ہوں نہیں ہے آہ و زاری سے فراغ   منہ دکھا جا کر لے اکدم شرمساری سے فراغ

دل فراست و جب سے اسکی چشم میگوں پر ہے غش   مست رہتا ہوں میں کر کے ہوشیاری سے فراغ

ردیف ف

میری تربت پر لکھا ہو شنجرف کے حرف   قتل کی ماجرے کے دیکھیو لکھو حرف بحرف

حرف تسکین بھی کہیں اسمیں لکھا ہوگا   پڑھیو اس خط کو فراست تو ہر اک حرف بحرف

ردیف ق

گئی نہ دل سے تہ خاک الفت معشوق   برنگ خار ہوں بیجان بدولت معشوق

ردیف ک

یوں ہے عشق لالہ رو سے میری پیرہن میں آگ   موسم گل جیسے روش بھڑکا کی گلشن میں آگ

آہ سوزاں کا میرے ہرگز اثر ہوتا نہیں   لگیو ای بیدرد اس ترے دل پر فن میں آگ

طاس کا سنجاف ہے یا آہ سوزاں سے مری   ای فراست ہے لگی دلدار کی دامن میں آگ

قاصد یہ کہیو اس بت مغرور سے الگ   کب تک رہوگے عاشق رنجور سے الگ

ردیف ل

آج کس نے ہے پیا ساغر مل بر سر گل
کہ پڑے جھومتے ہیں مستی سے گل بر سر گل

کب تری مانگ میں موتی کی لڑی ہے ظالم
بوندیں شبنم کی نگر آئیں ہیں ڈھل بر سر گل

گوش نازک ہے نہایت ہی نہال گل کا
دیکھ بلبل نکر اس رنگ تو غل بر سر گل

شعاع جو رہے اگر ہو لالہ کا داغ روشن مرا دعا ہے
تو کیوں نہ خوش ہو کہ ہو جو مطلب چراغ روشن مرادعا

ردیف م

آیا جب سے ہمیں شوخ دلآرام سے کام
صبر سے کام نہ کچھ ہمکو نہ آرام سے کام

یار سے دور ہو گئے ہیں ہم
سخت رنجور ہو گئے ہیں ہم

ز ابنت کو جس میں یار کے سو بار
تا بمقدور ہو گئے ہیں ہم

جلتے دل کی فراسو کر کے سیر
موسی طور ہو گئے ہیں ہم

ردیف ن

اب کی جو ملے مجھ سے تو یاری ہے اور میں ہوں
اس وعدہ خلافی کی تکرار ہے اور میں ہوں

وہ دل مرا مانگے ہے میں وصل کا طالب ہوں
انکار ہے اور وہ ہے اقرار ہے اور میں ہوں

وہ دن گئے جب تیرا دیدار تھا اور میں تھا
اب روبرو آنکھوں کے دیوار ہے اور میں ہوں

وہ یو نہ تو گداؤں پر اشفاق نہیں کرتا
ایکدن شہ خوباں کا دربار ہے اور میں ہوں

دل غارت ایمان کو دی بیٹھا فراسو میں
بت خانہ کی اب در پہ زنار ہے اور میں ہوں

جھڑکے میں ہمیں سیکڑوں سنوائیاں
ہائے وہ پریاں ہیں اب سخت کج ادائیاں

آپکا شکوہ نہیں اسمیں ذرا مہرباں
اپنی کجی کی یہ سب ہمنے سزا پائیاں

خوب نہیں اسقدر حسن پہ کرنا غرور
لینے لگے انگڑائیاں دیکھو ہو رسوائیاں

تم جو فراسو سے یوں رہتی ہو ناخوش سدا
کسنے یہ باتیں تمہیں سچ کہو سکھلائیاں

تمہارے وصل میں بیاتے ہیں یہ عتاب کے دن
دکھائے حق نہ کسی ہجر میں عذاب کے دن

پھرے ہیں دشت میں جوں گرد باد اب تم بن
گذرتے یوں ہیں دل خانماں خراب کے دن

کہوں میں کیا تڑپنے کی کیا حقیقت آہ
خدا کسی کو دکھائے نہ اضطراب کے دن

پڑے ہیں کاٹنے پیری میں اب عذاب کے دن
وہ نوجوانی کہاں اور کہاں شباب کے دن

فراسو آ گئی دو بالا نظر ہیں جنکا	وہ ماہتابی پہ بیٹھے جو ماہتاب کے دن
مرتے ہیں ہوس میں ہم الفت کی یہ معنی ہیں	غم تمکو نہیں کچھ بھی غفلت کے یہ معنی ہیں
جب سے تمہیں دیکھا ہے آئینہ نمط ہمنے	جھپکیں نہ کبھی پلکیں حیرت کے یہ معنی ہیں
دل چیز ہے کیا پیارے واللہ جو تم مانگو	ہم جی بھی تمہیں دیویں ہمت کے یہ معنی ہیں
کل پڑتی نہیں دلکو بن دیکھے تری صورت	اس عالم صورت میں صورت کی یہ معنی ہیں
ساتھ اپنے سدا لشکر ہو گریہ و نالے کا	شوکت اسے کہتے ہیں حشمت کی یہ معنی ہیں
ہم خاک ہوئے تو بھی در سے نہ ملے تیرے	الفت اسے کہتے ہیں چاہت کی یہ معنی ہیں
دل بند فراسو ہے اس شوخ کی کاکل میں	جی چاہ ذقن میں ہے چاہت کی یہ معنی ہیں
حال سے میرے کوئی تجھکو خبر کرتا نہیں	یاں فقط نالا ہے سو وہ بھی اثر کرتا نہیں
کیوں نہ دل میرا کرے اب اضطراب آغوش میں	ایک شب بیٹھا نہ وہ خانہ خراب آغوش میں

ردیف "و"

میں تو پڑا ہوں در پر اُنکے انکو کچھ نہ دو	بھوکا تھا اس ناز کا میں بھی گالیاں مجھکو کھانے دو
مکھڑا کہیں دکھا تو الٹ کر نقاب کو	تا بھول جاؤں دل سے میں رنج و عذاب کو
آباد ایک روز نہ دیکھا کبھو اُسے	کیا لیکے میں کروں دل خانہ خراب کو
سب تجھے معلوم ظالم اسکی ہی چاہت ہمارے ہو	تجھے تیرا کہیں اور تجھکو بیقراری ہو

ردیف "ہ"

یوں ہم آغوش ہوں پری کے ساتھ	جسطرح جسم ہووے جی کے ساتھ

ردیف ی

آئے ہوس میں وصل کی دشنام لیجیے	کیا یاد ہم کرینگے کہ انعام لیجیے
آہ و فغاں و گریہ و سوز و تپاک و درد	کیا ہم بھی ساتھ اپنے سر انجام لیجیے

تمام شد دیوان فراسو صاحب فرنگی